

ہر انگریزی ماہ کی گیارہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

مجلس مرکزیہ انصاریہ بھیرہ (مغربی پاکستان) کا ترجمان

شمس الاسلام

بھیرہ (پاکستان)

جلد ۲۱ | بھیرہ (پاکستان)، بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۶۹ھ مطابق ماہ جولائی ۱۹۵۰ء | شمارہ ۷

معذرت

عَرَفْتُ سَرَّاجِي بِفَسْحِ الْعَزَائِمِ

شمس الاسلام جب طلوع ہوا اپنے مقاصد میں کامیاب رہا۔ تاریک وادیوں میں علمی ضیاء بیکر جلوہ گر ہوا۔ اغیار و اعنائے اسلام کے حیلے ایم سے کم نہ دکھائی دیتا رہا۔ ان کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینا اولین قرض سمجھتا رہا۔ ختم نبوت کی پاسبانی، حیات مسیح پر دلائل، صحابہ کرام کے فضائل بیان کر کے اغیار کے قلعوں میں زلزلہ پیدا کرتا رہا۔ گزشتہ برسوں میں جبکہ ہم محض رسائل ابدی غنیدہ سو گئے۔ آپ کا شمس الاسلام اللہ کے فضل و کرم سے پوری آب و تاب سے وقت مقررہ پر قارئین شمس الاسلام کے پاس پہنچتا رہا۔ مگر "عرفت سراجی بفسح العزائم" کے ماتحت "شمس الاسلام" کے کاتب محترم حافظ محمد افضل صاحب تراویح میں قرآن پاک سنانے کے علاوہ گرمی کی بے پناہ شدت کی وجہ سے رسالہ کی کتابت نہ کر سکے۔ جس کی وجہ سے صرف آٹھ صفحات پر مشتمل شائع کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ تلافی کر دی جائیگی۔ واللہ العزیز کرام! اس مقبول (میری)

درخواست

صدقہ فطر ادا کرتے وقت اپنے دارالصلوٰۃ کے غریب و نادار بچوں کو نہ بھولے۔ خود بھی اور اوروں کو بھی توجہ مدرسہ کی اعانت کی طرف مبذول فرمائیے

(ماہنامہ غلام حسد، ایڈٹر، رنٹر و پبلشر ٹرافی، رتو، ریسر، سرگودھا سے بھلا بھلا بھیرہ (پاکستان) سے شائع ہوا)

بسم اللہ

مرثوہ جانفزا !

طالبانِ علوم و دینیہ کو اس مرثوہ جانفزا سے خود سنا دیا جاتا ہے
کہ دارالعلوم عزیزینہ کا داخلہ چھ سوال سے بیس سوال المکرم تک
کھلا رہیگا۔ فنون کے علاوہ دورہ حدیث شریف بھی
حسب سابق پڑھایا جائیگا۔ بیرونی طلباء کے سبق و طبق کا انتظام
حزب الانصار کی طرف سے ہوگا۔

فانظروا العلم غریباً

تعلیمات اسلامی

(ادارہ)

اعتکاف اور شبہ کا بیان

بستی میں کوئی بھی نہ کرے تو سب کے ذمہ ترک سنت کا وبال ہوتا ہے۔ اعتکاف اسکو کہتے ہیں کہ اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں رہنا اور سوائے حاجت ضروری اور غسل وغیرہ کے باہر نہ آنا۔ خاموش رہنا اعتکاف میں ہرگز ضروری نہیں۔ البتہ نیک کلام کرنا اور بدکلامی اور لڑائی جھگڑے سے بچنا چاہئے اعتکاف اس مسجد میں ہو سکتا ہے جہیں پنجگانہ نماز جماعت سے ہوتی ہو۔ اگر پورے ایتر عشرہ کا اعتکاف کرنا ہو تو بس تاریخ کو آفتاب غروب ہونے سے پہلے مسجد میں چلا جا۔ اور تب عید کا چاند نظر آئے تو اعتکاف سے باہر ہو۔ یہ بھی جائز اور باعث ثواب ہے کہ ایک دو روز یا ایک دو گھنٹہ کے لئے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں رہے۔ شب قدر رمضان کے ایتر عشرہ میں ۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶ کو ہونا احادیث میں وارد ہے۔ لہذا ان مخصوص راتوں میں بہت محنت عبادات میں شغول رہنا چاہئے۔

صدقۃ الفطر کا بیان

باذن توہمادی یا اسی قدر وزن کے روپے ہوں یا زیور ہوں یا مال و جائیداد یا تجارت کا مال ہو۔ یا ساٹھے سات تولہ سونا یا اسی وزن کی اشرفیاں یا زیور ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ اس مال پر سال بھر بھی گزر گیا ہو۔ اگر کھم کے پاس مال ہو لیکن قرض اس قدر کہ ایک جاگ تو ساٹھے باذن تولہ چاندی یا اسی قیمت کا اسباب باقی نہیں رہتا۔ تو بہر

صدقۃ فطر واجب نہیں جس شخص کے پاس مذکورہ بالا مال یا اس زیادہ ہو وہ اپنی طرف سے بھی صدقۃ الفطر ادا کرے اور اپنی چھوٹی نابالغ اولاد کی دولت بھی۔ صدقۃ الفطر ایک آدمی کا ملکن انگریزی پونے دو سیر گندم ہے۔ یا انجی قیمت۔ اور جو ساٹھے تین سیر ہے۔ اپنے عزیز و اقارب سب زیادہ مستحق ہیں۔ ایک شخص کو کوئی آدمیوں کا صدقۃ فطر دیا جائے تو درست۔ اور اگر ایک آدمی کا صدقۃ الفطر کئی محتاجوں کو دیدیں تو بھی درست۔ عید کی نماز سے ادا کر دینا بہت زیادہ ثواب کا باعث ہے جس سے عذر یا غفلت روز نہیں رکھے اس پر بھی صدقۃ فطر واجب، بشرطیکہ مذکورہ بالا مقدار ادا لکھا ہو۔ صدقۃ الفطر مؤذن یا امام کو اجرت میں دینا جائز نہیں۔ اور مسجد کی تعمیر و اسکے مصارف میں لگا نا بھی درست نہیں۔ اگر مطلع صاف ہوگا تو رمضان اور عید کے چاند میں بہت لوگوں کا دیکھنا معتبر ہوگا۔ ایک ماہ کے قول کی سند نہیں۔ اگر مطلع صاف نہیں تو رمضان چاند میں ایک مسلمان کا خیر دنیا کا کافی ہے۔ خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ فاسق نہ۔ اور عید کیلئے دو مرد ہوں یا ایک مرد و دو عورتیں۔ اسی کہیں کہ ہم کو کسی دینے ہیں کہ چاند دیکھا ہے۔ اور شرط ہے کہ فاسق چاند نہوں۔ پہلی تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ کر سُبْحَانَ اللَّهِ اللَّهُمَّ اَخِر

ترک نماز عید

جائیں اور جو عید میں ہر ہاتھ باندھ لے جائیں۔ امام کا تحہ و سوتہ پڑھے اور مقتدی غلو ش ہیں۔ دوسری رکعت میں بعد فاتحہ سورۃ کے تین یا تکبیر کہیں اور ہر ہاتھ باندھ کر سُبْحَانَ اللَّهِ اَخِر پڑھیں۔ اس نماز کا وقت آفتاب کے بلند ہونے دو پہر پہلے تک۔ بعد نماز امام خطبہ اٹھ پڑھے۔ اور مقتدی غلو ش کیسے تہ نہیں۔ نماز عید پڑھنے کوئی بھی جہیز یا مستحب +

نذر

(اداش)

مولانا مودودی صاحب کی رہائی

بجائے آخر کار ۲۴ مئی کو حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب اور مولانا امین حسن صاحب اصلاحی اور جناب میاں طفیل محمد صاحب کو ملتان جیل جردیا گیا۔ مولانا محترم اور ان کے رفقاء کی رہائی کی اس خبر سے تمام پاکستان میں خوشی اور مسرت کی عمارتوں کی گونج اٹھی۔ اور حکومت کی دانشمندی کو سراہا گیا۔ مولانا کو کیوں جرم و قصود نظر بند رکھا گیا تھا۔ حکومت نے اب تک اسکی کوئی وضاحت نہیں کی۔ اور درحقیقت وہ بتلا بھی نہیں سکتی۔ حقیقت حال جاننے والے خود جانتے ہیں کہ سیفٹی ایکٹ کی تیغ بے نیام کو ان بیگیا ہوں پر کیوں چلایا گیا تھا۔ بہر حال ہم اس قصہ کو چھوڑنا نہیں چاہتے۔ گذشتہ آنچہ گذشتہ۔ اللہ تعالیٰ نے نظر بندی کے اس شر میں ایک خیر کا پہلو بھی پیدا کیا۔ اور وہ یہ کہ مولانا محترم کو مدت سے ملکہن خاطر اور فراخ قلب کے ساتھ جعفر اہم وقتی مسائل پر سوچنے، مطالعہ کرنے اور نتائج مطالعہ کو مرتب کرنے اور لکھنے کیلئے فرصت اور فراخ وقت کی ضرورت تھی۔ مگر ملک کے سیاسی حالات اور وطن کے ہنگاموں اور کثرت کار کی وجہ سے وقت مل نہیں سکتا تھا۔ شان جیل کی نظر بندی کیپٹور میں غفلت کا موقع نصیب ہوا۔ اور وہاں آپ نے کتب تفسیر و حدیث کا پورا مطالعہ کیا۔ اور وقت کے اہم ترین اور ضروری مسائل پر بہت سا مواد اپنے ذہن میں محفوظ کیا۔ تعلیم القرآن کی تکمیل کی غرض سے بلا امتیحا سب آفرنگ قرآن مجید کا تحقیقی مطالعہ کیا۔ اور تفاسیر سے استفادہ کیا۔ مسئلہ ”سود“ پر جو کتاب آپ لکھ رہے تھے اور وہ نامکمل رہ چکی تھی اسکی تکمیل کیلئے مضامین لکھے۔ جو بالآخر طرہ رسالہ ترجمان القرآن میں شائع بھی ہوئے۔ یہ مسئلہ ”ملکیت زمین“ پر

چند سابقہ مضامین کی تکمیل و تنقیم کر کے کتابی صورت میں مرتب کیا۔ جو کہ شائع بھی ہو چکا ہے۔ زکوٰۃ اور اسلامی نظام معیشت کے متعلق بھی کافی مطالعہ کیا۔ اور مواد فراہم کیا۔ الفرض علمی حیثیت سے آپ کی بی نظیر ہندی بھی بیکار نہیں گئی۔ اور درحقیقت مردان خدا جہاں بھی جلتے ہیں اپنا کام کرتے رہتے ہیں۔ آپ کی رہائی سے ان تمام لوگوں کو تقویت حاصل ہوئی جو پاکستان میں صحیح نظام اسلامی کو نافذ و جاری کرنے کیلئے جدوجہد کرتے ہیں۔ اور اسی کام کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائے ہوئے ہیں۔ خواہ وہ رسمی طور سے جماعت اسلامی کے رکن ہوں یا انہوں۔ کیونکہ آپ اپنے خدا داد ذہن اور مومنانہ بصیرت سے ان پیچیدگیوں کو حل کر سکتے ہیں جو کج کل اس سلسلہ میں پیدا ہو چکی ہیں۔ یا درباب اقتدار کی بے جا فساد اور دعویٰ افنا و لاغیر کی وجہ سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ جو بوجہ پریشانی حالات میں آپ ہی کی رہنمائی سے اقامت دین اور اعلاء کلمۃ اللہ کی منزل مقصود تک پہنچنے کا یہ سفر بخیر و خوبی اور کامیابی کیساتھ ختم ہونے کی توقع کیجا سکتی ہے۔ اور امید ہے کہ آپ حسب سابق اس کام کی رہنمائی فرما کر قافلہ کو تیز گامی کیساتھ اس راہ پر چلا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی گراں باری کا علاج مدی غوائی کی تیزی سے کریں گے۔ اللہ تعالیٰ مولانا محترم کو صحت و عافیت ہمت و استقلال اور عزم و استقامت نصیب فرمائے۔ اور انکو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

دستورِ مودی میں تاخیر کی وجہ

سردان شتر کا پریس کانفرنس میں بیان

قرارداد مقاصد کی منظوری کے بعد ضرورت تھی کہ ملک کو پیچیدہ حالات سے نکلے اور اپنے وعدوں کو پورا کرنے کیلئے دستور ساز اسمبلی بڑی تیزی اور توجہ کے ساتھ دستور اسلامی مرتب کرتی۔ اور ملک میں عملاً اسلامی نظام قائم کرتی مگر اب تک ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ عام مسلمانوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اس سلسلہ میں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ اور کام کی ذمہ داری اور فکارت کیا ہے۔ اس لئے اس بارے میں عام مسلمانوں کی بے چینی و پریشانی حق بجانب تھی اور انکو واقعہ تنقید کا حق حاصل تھا۔ اور کافی عرصہ تک انتظار کرنے کے بعد آخر کار بار بار یہ پوچھنا پڑتا تھا کہ کیا قرارداد مقاصد محکمہ متعلقہ طاق نسیان بنا کر رکھ دی گئی ہے۔ آخر جمہور مسلمین کی آواز میں حکومت کے قصور فریض تک پہنچ ہی گئیں۔ اور ۱۲ جون کو سردار عبدالرب نثار صاحب گورنر پنجاب سے گورنمنٹ ہاؤس میں ایک پریس کانفرنس کو خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ میں نے یہ تقریب بہر ملاقات کی ہے اور مقصد آئین سازی کے مسئلہ پر آپ لوگوں کے سامنے کچھ معلوم رکھنا ہے۔ اس بارے میں آپ کو مفصل بیان دیا ہے اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) قرارداد مقاصد کے اصولوں کے مطابق آئین سازی کی تائید کی وجہ سے لوگوں کی بنیادی حق بجانب ہے۔ اور تنقید بھی ضروری چیز اور اچھی چیز ہے۔ لیکن اگر اسکی بنیاد لاعلمی پر ہو تو بعض اوقات غلاب تاثر پیدا کر سکتی ہے۔ اس لئے میں یہ معلومات فراہم کرنا چاہتا ہوں۔

(۲) میں آئین ساز اسمبلی کا صدر نہیں ہوں اور پوری بات تو صدمہ بنا سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ میرا تعلق بھی بہت سی کمیٹیوں سے اس لئے میں یہ بتانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ دستور سازی کس مرحلے پر ہے۔ اور کیا کچھ کام کیا گیا ہے۔

(۳) کاش ارکان دستور یہ اتنی اعلیٰ قابلیتوں کے مالک ہوتے کہ وہ اتنے بڑے ملک کا آئین اور پھر ان اصولوں کی بنیاد پر جو کسی دوسرے ملک میں رائج نہیں ہیں جلد بنا سکتے۔ ہم کو چاہئے کہ آئین سازی کے مسئلے پر غور کرتے ہوئے دیکھیں کہ یہ کب شروع ہوا۔ اور کتنے آدمی ایسے ہیں جو اس کام میں مدد دے سکتے ہیں۔

(۴) ہندوستان کے آئین کی تکمیل سے مقابلہ کرتے وقت لوگ یہ بعول جاتے ہیں کہ انکو دسمبر ۱۹۵۷ء سے اگست ۱۹۵۷ء تک کا پورا وقت ملا۔ اور اس کے پاس آدمی بھی تعداد میں زیادہ تھے۔ چار کام اگست ۱۹۵۷ء میں شروع ہوا۔ اور پھر اس طرح کہ جن لوگوں کے شمول پر دستور سازی کا بوجھ تھا انہی پر حکومت کا بوجھ بھی پڑا۔

(۵) مسئلہ میں ریاستی مسائل و قبائلی معاملات اور قلمی مفاد اور بنیادی حقوق کی کمیٹیاں مقرر کی گئی تھیں۔ خیال تھا کہ اگر یہ معاملات طے ہو گئے تو اصول طے کرنے میں آسانی ہوگی۔ جنوری ۱۹۵۷ء میں قرارداد مقاصد کا مسئلہ سامنے آیا۔ اور رائج مسئلہ میں وہ منظور ہو گئی۔ اس کے بعد بنیادی اصولوں کی کمیٹی بنائی گئی جس کے صدر مولوی تمیز الدین صاحب صدر دستور یہ مقرر کئے گئے۔ اس کے پہلے اجلاس ہی میں طے کیا گیا کہ علماء کی ایک مجلس بنائی جائے تاکہ کوئی قانون خلاف شریعت نہ بن سکے۔ حالانکہ ایسے ہوئے کہ اسکے صدر یعنی سید سلیمان صاحب ندوی جلد تشریف نہ لاسکے۔ لیکن بہر حال باقی لوگ اپنا کام کرتے رہے۔

(۶) دوسری کمیٹی حقوق ملت دہی کے تعین اور انتخابات کے سلسلے کے تمام مسائل کیلئے مقرر کی گئی۔ ان دونوں چیزوں اور عدالتی نظام کے علاوہ امور کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی۔ جو وفاقی اور صوبائی امور کے باقی دستور کے حصہ کے متعلق

تھی۔ اس کا ذمہ دار مجھے بنایا گیا۔ ریاستی کمیٹی کا کام قریب الختم ہے۔ متعلقہ لوگوں سے گفت و شنید ہو چکی ہے۔ اور آئینی رپورٹ باقی کام کے ختم ہونے تک آجائے گی۔ قبائلی معاملات کی کمیٹی کا کام بھی قریب الختم ہے۔ صرف قبائل کے متعلق چند باہمی فیصلے ہمنے باقی رہ گئے ہیں۔ اور اس کے بعد سی رپورٹ آئین ساز اسمبلی کو بھیج دی جائے گی۔ بنیادی اصولوں کی کمیٹی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ اس کمیٹی کا کام بھی بڑی حد تک ختم ہو چکا ہے۔ اور میرا اندازہ ہے کہ صرف ایک مرتبہ رمضان کے بعد پانچ چھ دن کا اجلاس ہو جانے پر رپورٹ مکمل کر کے دستور ساز اسمبلی کو بھیج دی جائے گی۔

(۷) غیر ملکی مشیر دستور کے سلسلے کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ مجھے اب تک کسی کے ہلٹے جانے یا مقہور کئے جانے کا علم نہیں ہے لیکن اس کی ضرورت اسوجہ سے پیش آ سکتی ہے کہ دستوری فقرہ کی لغت ایسی بنی تلی ہوئی چاہئے کہ قانونی ٹوشنگائی اس کے الفاظ کے ہیر پھیر سے اس کے مقصد کو فوت نہ کر سکے۔

(۸) ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ ابھی اردو کو قومی زبان بنانے کا فیصلہ نہیں کیا گیا۔ لیکن اردو ہی کو قومی زبان بنایا جائے گا۔ اور دستور اردو زبان میں مرتب ہوگی اور دوسری زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی کیا جائے گا۔

صدر عبدالرب اشرف صاحب کی ان مذکورہ باتیں صحیح سے بہت سی اہم باتیں معلوم ہو گئیں۔ اور ایسے ذمہ دار آدمی کا یہ اعتراف یقیناً بڑی اہمیت رکھتا ہے اور قابل توجہ ہے کہ اتنے بڑے ملک کے لئے اسلامی اصولوں کی بنیاد پر آئین بنانے کیلئے اعلیٰ قابلیتوں کے مالک ارکان دستور یہ نہیں ہیں۔ اور اس کا انہیں افسوس بھی ہے۔ اور اس لئے وہ قوم سے اپیل کرتے ہیں کہ آئین سازی کے مسئلہ پر غور کرتے ہوئے لوگ یہ بھی دیکھا کریں

کہ کتنے آدمی ایسے ہیں جو اس کام میں مدد دے سکتے ہیں۔ یعنی دستوریہ کے اشراف کان آئین سازی کے کام میں مدد نہیں دے سکتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آئین سازی کا بوجھ بھی ان لوگوں کے شانوں پر ہے جن پر حکومت کا بوجھ بھی ہے۔ اور اس لئے وہ بچلے بہ یک وقت دونوں بوجھوں کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اور اس لئے کام میں سست رفتاری طبعی اور لازمی ہے۔

اس اعتراف کے بعد ہم اگر یہ درخواست کریں کہ اگر خدا و مہم کے مطابق اسلامی اصولوں کی بنیاد پر آئین سازی کا کام صحیح طور سے کرنا ہے تو پھر اس کے لئے یہ ارکان دستور یہ عیب اعلیٰ قابلیتوں کے مالک نہیں ہیں تو ان سے خواہ مخواہ یہ کام کیوں کرایا جا رہا ہے۔ پاکستان میں اسلامی اصولوں کو جاننے والے حضرات کی کمی نہیں۔ طلب صادق کی ضرورت ہے۔ وہ اگر خود آگے بڑھنا بھی چاہتے ہوں تب بھی انکو مجبور کر کے آگے لایا جائے۔ اور اعلیٰ قابلیتوں کے مالک حضرات سے دستور سازی کا یہ کام کرایا جائے۔ نیز جن کے شانوں پر حکومت کا بوجھ بھی ہے۔ یقیناً انکو دستور سازی کے بوجھ سے سبکدوش کرنا ضروری ہے۔ خود گورنر صاحب اعتراف کے مطابق وہ اس بوجھ کو کما حقہ برداشت بھی نہیں کر سکتے۔ اور اصولاً یہ کام غلط بھی ہے۔ انسانی فطرت کی گزند کی بنا پر یہ یقینی ہے کہ برسرِ اقتدار ارکان حکومت کی دستور سازی خود غرضیوں پر مبنی ہوگی۔ اور وہ دستور کے تمام امور کو اپنے ذاتی مفاد کا لحاظ رکھتے ہوئے کرتے ہوں گے۔ اور یہ چیز بالکل غیر شہوہی ہوگی۔ یعنی اگر وہ اپنی طرف سے سعی کر کے نیتوں کو مدافعتی رکھیں تب بھی ایسا ہونا لازمی ہے۔ اور اس وجہ سے ہمیشہ منقطعہ اور حدیہ کو بھی جدا جدا رکھا جا رہا ہے۔ پھر منتظم اور مقتضہ کو کیوں بالکل جدا جدا رکھا جائے۔ اس لئے صحیح طریق کار یہ ہے کہ موجودہ ارکان اسمبلی جن کا تمام تر تعلق حکومت کے مختلف شعبوں کے ساتھ ہے۔ دستور سازی سے علیحدہ رکھے جائیں اور دستور کے کام کے لئے علماء

اسلام جو قرآن و حدیث کی پوری ہدایت کے ساتھ مختصر حاضر کے تمام تقاضوں کو بھی خوب جانتے ہوں منتخب کئے جائیں۔ علماء کی جس مجلس کا ذکر نشر صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے جسے علم کے مطابق اس مجلس کی کوئی نمایاں اور موثر حیثیت نہیں۔ وہ دستور سادی کے کام میں براہ راست کوئی دخل نہیں دے سکتے۔ زیادہ تر زیادہ ان کی پوزیشن یہ ہے کہ اگر کسی کمیٹی کے ارکان کسی موقع پر ان سے مشورہ طلب کریں کہ بتائیے شریعت میں یہ کام کیسا ہے تو وہ جواب میں مشورہ دے سکیں گے۔ پھر اس کا امانتہ ماننا اس کمیٹی کے اختیار میں ہے۔ اور کمیٹی جن ارکان پر مشتمل ہوتی ہو اسلام کے ساتھ ان کی دلچسپیوں کو دیکھ کر اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ کب استغناء کریں گے اور جواب ملنے پر وہ علماء کے جواب کو کیا حیثیت دیں گے۔

سردار صاحب نے اپنے بیان میں غیر ملکی مشیر سے لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ سالانہ اس سے قبل ابتداءات میں اس کی شہرت آچکی ہے۔ لیکن اس کی ضرورت کا بیان انہوں نے بھی تو کر دیا ہے۔ ہم تو غیر ملکی مشیر کی کوئی ضرورت نہیں سمجھتے بلکہ اس کا وجود تو ایک اسلامی دستور کے لئے مضر ہے۔ جب یہ امید دلائی گئی ہے کہ مہل دستور اردو زبان میں مرتب ہوگا۔ اور وہ سری زبان میں محض اسکے تراجم کئے جائیں گے۔ تو پھر ”بچی تلی لغت“ کا تو کوئی سوال نہیں کہ اسکے لئے کسی انگریز یا امریکی کو تکلیف دیا جائے اگر ”بچی تلی لغت“ کی ضرورت ہے تو اردو زبان کی لغت چاہیے۔ اور اس کے لئے قرآن و حدیث کا ماہر اور اردو زبان میں ”بچی تلی لغت“ میں ضبط کرنے والا چاہیے۔ نہ کہ کوئی غیر ملکی +

اسلام کی توہین ایک محمدانہ سوال | اس دفعہ پنجاب یونیورسٹی کے

سالانہ امتحان مولوی فاضل منشی فاضل کے اختیاری اردو پرچہ میں متحکن کی طرف سے جو سوال دیا گیا تھا۔ اس پرچہ میں اسلام کی صریحاً

توہین کی گئی ہے۔ سوال کی اصل عبارت یہ ہے۔
(۱) آج بھی ہم کو اصرار ہے کہ ہمارے مستقبل کی (اگر کوئی ہو) بنائے ساسی ۱۳ سو برس کے فرمودہ نظامات زندگی پر رکھی جائے۔ بیشک مذہب کی زبان میں بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ لیکن اب وہ زیادہ سے زیادہ اخلاق کی رہبری یا ضمانت کر سکتا ہے۔ کسی قوم میں مزاج عقلی نہیں پیدا کر سکتا۔ ہر زمانہ میں معیار قومیت بدلتے رہتے ہیں۔ آج یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ مذہب کشاکش ماحول اور خارجی موثرات کے لحاظ سے کسی قوم کی ترقی کیلئے اسباب تائیدی کی حیثیت رکھتا ہے۔ علت اولیٰ نہیں ہو سکتا۔ پاس کے پاس جاپان کو دیکھئے جس کے عقائد عجوبہ خرافات ہیں۔ لیکن وہ ترقی کی دوڑ میں اقوام متقدمہ سے پیچھے نہیں ہے۔ عقائد کی خوبی جو کچھ ہے ان کے ان لینے میں ہے۔ نوعیت چنداں لائق لحاظ نہیں ہوتی۔ بہر حال داعی اور عقلی ترقی کے سوا کوئی ذریعہ نجات نہیں۔ اور یہ بے روک ٹوک ہونی چاہئے۔

(۲) میرا خیال ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ گناہ مذہب کی آڑ میں ہوتے ہیں۔ خاص کر حقوق العباد کے متعلق۔ زید کو اتنا معلوم ہو جائے کہ اگر کسی فرد کی مسئلہ میں بھی اس کا ہم عقیدہ نہیں۔ پھر قرابت، ہمسائیگی، ہم وطنی، انسانیت برکے کئے ہیں ہی حقوق کیوں نہ ہوں۔ زید ہے کہ اس کی نظر میں سب ضائع۔ پھر انسانی طبیعت کو دیکھتے ہیں تو نفوس قدسی کے سوا کہ وہ اس زمانے میں شاذ و نادر ہیں۔ واللہ ادر کالمعدوم کوئی نفس حسد سے خالی نہیں۔ تھوڑا ہو یا بہت ہر شخص اپنی جگہ یہی چاہتا ہے کہ خدا کی جتنی نعمتیں ہیں سب کا وہی ٹھیکیدار ہو تو عقل باور نہیں کرتی کہ ہمدردی تعصب مذہبی کے باعث ہو۔ یعنی ہر شخص جو یہ چاہتا ہے

چند اہم نئی کتابیں

الشہاب: ہر مرقا قادیانی اور مراثیوں کے کفر و ارتداد اور مسئلہ قتلِ محمد متعلق حضرت شیخ الاسلام علامہ مولانا شبیر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہ کا بہترین تحقیقی رسالہ۔ کاغذ کی بہت بلحاظ عمدہ۔ قیمت صرف ۸۰۔
آداب النبی: مصنفہ مولانا محمد شفیع صاحب دیوبندی رکن تعلیم اسلامی بورڈ کراچی حسین رضوی علیہ السلام کے اخلاق عادات اور شیر مطر و معجزات کو صحیح روایات کی بنا پر تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے۔ جلد نو بیسٹا ٹائٹل۔ قیمت صرف ۸۰۔

شیک پیلیاں: مصنفہ حضرت مولانا سید فضل حسین صاحب دیوبند علیہ الرحمۃ حضرت خدیجہ حضرت فاطمہ حضرت علیہ علیہما حضرت عائشہ کے حالات زندگی خصوصاً عورتوں کے پرہیزگاری کے بہترین کتاب ہے۔ جلد دیدہ زیب ٹائٹل۔ قیمت صرف ۱۲۰۔

حیاتِ مسلمانین: مصنفہ حکیم الامت حضرت مولانا شرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا کی تمام تصانیف میں ممتاز تصنیف اور بہترین کتاب ہے۔ ہر مسلمان کے لئے اس کا مطالعہ ضروری اور مفید ہے۔ جلد۔ قیمت صرف دو روپیہ۔

مندرجہ بالا کتابیں اور ان کے علاوہ اور دینی و مذہبی کتب کے لئے کا پتہ ہر

ادارۃ اشاعت الاسلام جامع مسجد لاٹویا

کہ ساری نکاحی کام عقیدہ ہو۔ کیا لوگوں کی غیر خواہش اسکو اس خواہش پر مجبور کر رکھا ہے۔ اور اسکو ایسا دل درد مند دیا گیا ہے۔ کہ وہ لوگوں کو مبتلائے عذاب نہیں دیکھ سکتا۔ اس پرچہ کو پڑھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ متعین صاحب بالکل محدود مزاج اور مذہب و دین کا کوئی دشمن ہے۔ غالباً اس پرچہ کا مرتب کوئی مسلمان کہلائیوالا ہی ہوگا۔ لیکن حیرانی ہوتی ہے کہ مسلمان کہلائیوالا اس قدر جرات کیسے کر سکتا ہے۔ کیا پاکستان اس لئے بنایا گیا ہے کہ ہر آوارہ مزاج اور آزاد منش شخص ہندوؤں منہ سے خرافات و باطل نکلنے اور شائع کرنے کی جسارت کر سکے۔ انا الحق کہا جاتے اور پھانسی نہ لے۔ طلبہ کے سامنے یہ سوال رکھنا اور اس عبارت کی تشریح و توضیح طلب کرنا کیا بدترین گستاخی نہیں۔ آخر اس طرح قرارداد مقاصد کی یہ کھلی توہین ہر معاملہ میں کہاں تک ہوگی۔ ہم پنجاب یونیورسٹی کے ارباب اختیار، مشیر تعلیمات صوبہ پنجاب اور خصوصاً مذہب پند اور شریف النفس گورنر پنجاب سردار عبدالرب نشترو صاحب چانسلر پنجاب یونیورسٹی سے یہ پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ اس بیہودگی کی تحقیقات کر کے اس مجرم سے باز پرس کریں۔ اور بتا دیں کہ یہ کون صاحب ہیں جنہوں نے اپنے باطن کا یہ غلط اور فضول مظاہرہ پریشہ امتحان کے صفحات پر کر کے طلبہ کی اسلام پسندی اور مذہب دوستی کا امتحان لیا ہے۔ اس مجرم کو کیفر کراؤ تک پہنچا کر آئندہ کیلئے اس کا مکمل انسداد کرنا چاہئے۔

سُرخ نشان

دہرہ میں سرخ نشان لاد چند مہینے کی صلا مت۔ آئندہ ماہ کا رسالہ بذریعہ دی۔ پی۔ آر۔ مال ہوگا جس کے نام اور غرضات کے لئے ہر مہینہ ہر ایک کو اپنا چند بذریعہ منی آرڈر بھیجیں۔ خریداری منظور نہ ہو تو اطلاع دیں۔ غدار دی۔ پی۔ واپس فرما کر ایک اسلامی ادائے کو ناحق نقصان نہ پہنچائیں غلط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (غلام حسنین منیجر)